The University of Osaka
Institutional Knowledge Archive

Title	اردو
Author(s)	الدين, محمدمعين
Citation	多言語翻訳 : 太宰治『黄金風景』. 2012, p. 34-37
Version Type	VoR
URL	https://hdl.handle.net/11094/32758
rights	
Note	

The University of Osaka Institutional Knowledge Archive : OUKA

https://ir.library.osaka-u.ac.jp/

The University of Osaka

ساحل کی گھاس کو الگ الگ کرتے ہوئے، ایک دفع بھی بنا مڑے، ایک ایک قدم پٹکتا بدکاروں کی طرح چلتا، ساحل کو پار کرکے شہر کی طرف سیدھے چل پڑا- میں شہر میں کیا کررہا تھا ؟ بنا کسی مطلب کے فلم گھر کے پوسٹروں کو دیکھتا، کپڑے کی دکانوں کی کھڑکیوں کو تکتا ہوا اپنے دانت کو زبان پر پٹکتا ہوا چل رہا تھا- دل کے کسی کونے سے، ہار گیا، ہار گیا کے بڑبڑانے کی آواز سنائی دے رہی تھی- نہیں یہ نہیں ہو سکتا، میں خود کو ایک زور کا جھٹکا دیتا اور پھر چل پڑتا- قریب آدھے گھنٹے اسی طرح بڑھتا رہا- اسکے بعد میں دوبارہ گھر کی طرف لوٹ چلا-

ساحل کی طرف نکل، میں وہاں پر تھوڑی دیر کے لئے کھڑا ہوگیا- دیکھو، سامنے کے منظر کی کیا پرسکون صورت ہے- اوکیئی ماں باپ اور بچی تینوں، ایک طرح کے سکون کے ساتھ سمندر میں چھوٹے چھوٹے، چپٹے چپٹے پتھر پھینک پھینک کر ہنس کھیل رہے تھے- جہاں میں کھڑا تھا وہاں تک انکی آواز سنائی دے رہی تھی-

"واقعی " چوکیدار نے زور لگا کر پتھر پھینکتے ہوئے، "دماغ کے کافی تیز آدمی ہیں نہ؟ وہ، قریب مستقبل میں ضرور ایک عظیم شخصیت بنینگے-"

"ہاں ہاں، ضرور ضرور" اوکیئی نے فخر کے ساتھ اونچی آواز میں کہا - "وہ بچپن میں تھوڑا الگ تھے- اپنے سے کم درجہ والے انسان سے بھی رحم دلی اور عزت سے پیش آتے تھے -"

میں کھڑا کھڑا رو رہا تھا- دل کے اندر کی وہ الجھنیں، ایک اچھے احساس دیتے ہوئے آنسو کے ساتھ پوری طرح سے بہہ کر صاف ہوگئیں -

میں تو ہار گیا - یہ تو اچھی بات ہے- اس ہار کو تو ماننا ہی ہوگا- ان لوگوں کی جیت، میرے کل کے آغاز کے لئے ایک نئی کرن ثابت ہوگی-

---

(۱) جاپانی میں <دورو> لفظ کا استعمال کیا گیا ہے جسکا لفظی معنی <کیچڑ> ہوتا ہے- لیکن ہماری تحقیق کے مطابق، فونا باشی شہر کے جس علاقے کا بیان اس کہانی میں کیا گیا ہے وہ ایک مدو جزر والا علاقہ ہے-

(۲) اس دور میں ۱۸۰ ملی لیٹر کی بوتل کا ذکر ہے-

(۳) جاپانی گھر میں دروازے کے قریب بنا ایک طرح کا سیڑھی نما چبوترہ- جس پر کھڑے ہوکر آنے والے سے ملاقات وغیرہ کی جاتی ہے- جاپانی میں اس کے لئے <شکیدائی> لفظ کا استعمال کیا گیا ہے-

(٤) گرمی میں پہنا جانے والا ایک طرح کا جاپانی پہناوا-

ایک ایک کر، صاف صاف میرے دماغ میں گھوم گیا- میں اسے برداشت نہیں کر پا رہا تھا-

"کیا وہ خیریت سے ہے ؟" اچانک سر اوپر اٹھا نہ جانے کیوں اس طرح کا سوال میری زبان سے نکل پڑا- یقینی ایک مجرم والی، ملزمانہ اور چاپلوسی والی مسکراہٹ میرے چہرے پر بھری تھی- یہ یاد میرے اندر ابھی بھی برقرار ہے-

"اوں ہاں، کسی طرح سے-" بنا کسی جھجھک کے خوش مزاجی کے ساتھ جواب دے ، چوکیدار نے رومال سے اپنے چہرے کا پسینہ پوچھتے ہوئے، "اگر آپ کو وقت نہ ہو تو اگلی دفع آپکا شکریہ ادا کرنے کے لئے اسے بھی ساتھ لے آوں" کہا-

میں جیسے کہ اچھل پڑا - نہیں نہیں، اسکی ضرورت نہیں ہے، میں نے صاف صاف انکار کر دیا - زبان سے بیان نہ کی جانے والی ذلت میں محسوس کر رہا تھا-

لیکن ، چوکیدار بہت خوش دکھ رہا تھا-

"بچوں کے بارے میں کہا جائے تو، سب سے بڑا والا یہیں پاس کے ریلوے اسٹیشن پر کام کرتا ہے- اس کے بعد ایک لڑکا، پھر ایک لڑکی، اسکے بعد ایک اور لڑکی ہے - سب سے آخر والی آٹھ سال کی ہے، جوکہ اس سال ابتدائی اسکول میں داخل ہو چکی ہے- اب جا کر تھوڑا اطمینان ہوا - اوکئی نے بھی کافی پریشانیاں جھیلیں- کیا بتاؤں، وہ تو آپ کے جیسے بڑے گھر میں اس نے تربیت پائی تھی کے بہت کچھ الگ سا تھا-" اس کے چہرے پر تھوڑی لالی نمودار ہوئی اور اس نے ہنستے ہوئے کہا، "یہ سب آپ کی ہی مہربانی تھی- اوکئی بھی ہمیشہ آپ کے بارے میں بات کرتی رہتی ہے- آئندہ چھٹی کے روز ضرور آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ساتھ میں لے کر آؤنگا -" یکایک سنجیدگی کے ساتھ، "ٹھیک ہے تب آج اتنا ہی، آپ اپنا خیال رکھئے گا -"

اسکے بعد ، تین دن گزر چکے تھے - میں کام سے زیادہ پیسوں کی فکر میں پریشان تھا- مجھ سے چپ چاپ بیٹھا نہ گیا تو میں نے ہاتھ میں بانس کی گھومنے والی ایک چھڑی لے کر سمندر کی طرف نکلنے کی سوچ کھڑکھڑا تے ہوئے دروازے کو کھولا ہی تھا کہ باہر میں تین جنوں، یوکاتا(٤) پہنے ہوئے ماں باپ اور لال رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے ایک بچی، کو تصویر کی طرح ایک دوسرے کے بغل میں قطار بنا کر کھڑے ہوئے پایا - یہ اوکئی کا کنبہ تھا-

خود بھی کبھی تصوّر نہ کر سکنے والی ڈراونی آواز میں غصے سے بھرا لہجہ میری زبان سے نکل پڑا-

" چلے آئے ؟ آج مجھے ابھی سے کچھ کام کے سلسلے میں باہر جانا ضروری ہے- معاف کرنا، پھر کبھی آنا-"

اوکئی ایک سمجھدار درمیانی عمر کی عورت ہو چکی تھی - آٹھ سالہ بچی ٹھیک نوکرانی کے زمانے والی اوکئی کی جیسی دکھ رہی تھی - بیوقوفوں کی طرح خالی آنکھ سے احمق کی طرح مجھے تکے جا رہی تھی- میں مایوسی کے ساتھ، اوکئی کے ایک لفظ بولنے سے پہلے ہی، بھاگتے ہوئے سمندری ساحل کی طرف نکل پڑا- ہاتھ میں لئے ہوئے اس بانس کی چھڑی سے

مجھے بیوقوف اور احمق لوگ ایک دم برداشت نہیں ہوتے ہیں۔

ایک سال پہلے کی بات ہے ۔ مجھے گھر سے نکال دیا گیا۔ ایک رات کے اندر ہی میری معاشی حالت بدتر ہو چکی تھی ۔ گلی کوچے میں بھٹکتا ، ہر در پے گوہار لگاتا، ہر دن کو ایک زندگی مانتا ہوا میں نے یہ سوچنا شروع ہی کیا تھا کہ شاید قلم سے اپنی زندگی بسر کرنے کا انتظام کر لونگا۔ کہ اسی پل میری طبیعت خراب ہو گئی۔ لوگوں کے رحم سے موسم گرما میں چیبا پر فیکچر کے فوناباشی شہر کے مدو جزر(۱) والے سمندر کے پاس کے علاقے میں ایک چھوٹا سا گھر کرائے پر لے، خود سے کھانا وانا بنانے کا انتظام کر سکا۔ ہر ہر رات اتنا پسینہ اتنا پسینہ کے پاجامہ بھیگ جاتا، مگر کام کو چھوڑا نہیں جاسکتا تھا۔ ہر ہر صبح صرف ایک چھوٹی بوتل(۲) ٹھنڈے دودھ کے سہارے کسی طرح زندہ رہ لینے کی خوشی محوس کرتا ۔ میرا سر، درد اور تھکاوت سے چور ہوتا رہتا اور صحن کے کنارے پر کھلے ہوئے کنیر کے پھول جیسے کی دھدہکتی ہوئی آگ کی لو کی طرح محوس ہوتے۔

انہیں دنوں کی بات ہے کہ فیلی شناخت کرنے والا پتلی دبلی شخصیت کا مالک قریب چالیس سالہ ایک چوکیدار، دروازے پر رجسٹر میں لکھا میرا نام اور بدحالوں کی طرح بڑھی ہوئی میری داڑھی والی شکل کو بار بار ملاتے ہوئے "ارے ،آپ ۔۔۔کے چھوٹے مالک ہیں نہ ؟ "چوکیدار کے ان الفاظ میں میرے اپنے گاؤں کا لہجہ بھرا پڑا تھا ۔ اسلئے"جی ہاں "تو میں نے بنا کسی لس کے جواب دیا۔ اور"آپ ؟"

چوکیدار نے اپنے سوکھے ہوئے منہ میں بڑی سی مسکراہٹ کے ساتھ "او تو آپ وہی ہیں۔ شاید آپ بھول گئے ہونگے۔ میں قریب بیس سال پہلے Kمیں ایک ٹُمٹُم والا تھا۔"

K میرے گاؤں کا نام تھا، جہاں میں پیدا ہوا تھا۔

" جیسا کے آپ دیکھ رہے ہیں ، ویسا ہی ہوں "، میں نے سیدھا سیدھا جواب دیا۔ "میری بھی حالت اب بدتر ہو چکی ہے"

"کوئی بات نہیں "چوکیدار اپنی خوشی کی برقراری کو ظاہر کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے "اگر آپ ناول لکھینگے تو ایک دن ضرور کامیاب ہونگے"

میں تلخی کے ساتھ مسکرایا۔

"لیکن " چوکیدار نے اپنی آواز تھوڑی دھیمی کرتے ہوئے کہا، " اوکئی ہمیشہ آپ کے بارے میں بات کرتی ہے ۔"

"اوکئی ؟ "میں اس بات کو تھوڑا جلدی پچا نہیں پایا ۔

" اوکئی بھئی ! اوکئی !لگتا ہے بھول گئے؟ آپ کے گھر کی جو نوکرانی تھی ۔۔۔"

یاد آگیا ۔ اچھا اچھا، توخود بہ خود تھوڑی کراہت کے ساتھ میرے منہ سے نکلا ۔ وہیں دروازے کے پاس کی اتھلی سیڑھی(۳) پہ اکڑوں بیٹھے بیٹھے میرا سر تھوڑا گھوم سا گیا۔ بیس سال پہلے ایک ست نوکرانی کے ساتھ کیا گیا میرا ہر برا برتاو

سنہرا منظر

محمّد معین الدین

سمندر کے ساحل پہ ہرابھرا شاہ بلوط کا پیڑ، اس پیڑ کے چاروں طرف بندھی پتلی سونے کی زنجیر - پشکن -

بچپن میں میں کچھ اچھی فطرت والا انسان نہیں تھا- ہمیشہ گھر کی نوکرانیوں کو پریشان کرتا ،انھیں پھٹکار لگاتا رہتا- مجھے سستی سے کافی نفرت تھی- جسکی وجہ سے میں سست نوکرانیوں کو خاص طور سے پھٹکار لگایا کرتا تھا- اوکئی بہت سست نوکرانی تھی - اگر اسے ایک سیب کو چھلنے کے لئے کہا جائے تو وہ چھلتے چھلتے دو تین دفع ہاتھ روک کر نہ جانے کیا سوچتی رہتی - اگر اسے "اری" تو اسی وقت سختی سے نہ کہا جائے تو، ایک ہاتھ میں سیب اور ایک ہاتھ میں چاقو لئے ہوئے نہ جانے کب تک ادھر ادھر گھورتی رہتی - اسے دیکھ کوئی بھی باولی سمجھ بیٹھتا - میں کئی دفع اسے باورچی خانہ میں، بنا کچھ کام کے بیوقوفوں کی طرح کھڑی ہوئی پاتا- بچہ ہونے کے باوجود تھوڑی جھجھک کے ساتھ عجب طرح سے میں اسے پھٹکار لگاتا - "اری اوکئی دن چھوٹا ہے ری" وغیرہ کسی بزرگ کی طرح ڈانٹتا- اب سوچتا ہوں کہ میں اسے کیسی سخت سناتا تھا - اس سے بھی نہیں بن پڑا تو میں نے ایک دن اسے بلایا اور تصویروں سے بھری پڑی تصویر والی کتاب سے پریڈ کرتے ہوئے فوج کے جوانوں کی تصویروں کو ایک ایک کر قینچی سے کاٹنے کو کہا - اس کتاب میں اپنے اپنے کاموں میں مصروف سینکڑوں جوانوں : گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے ہوے جوان، ہاتھ میں جھنڈا لئے ہوئے جوان ،کندھے پہ بندوق لٹکائے ہوئے جوان وغیرہ، کی تصویریں تھیں - اس بے ہنر اوکئی کو صبح سے شام ہوگئی، بغیر کچھ کھائے پیئے وہ صرف تیس تصویروں کو ہی کاٹ سکی - اس میں بھی اسنے جنرل کی آدھی مونچھ ہی اڑا دی، تو بندوق لٹکائے ہوئے جوان کے ہاتھ کو ایسا کاٹا کے وہ ٹھیک بھالو کے پنجے کی طرح دکھنے لگا- میں نے اسے اسکی ہر غلطی کے لئے پھٹکار لگائی- گرمی کا موسم تھا - اوکئی کو خوب پسینہ آتا تھا - کٹی ہوئی تصویریں اسکے ہاتھ کے پسینے سے تربتر ہوچکیں تھیں - یہ دیکھ میں آگ ببولا ہو اٹھا اور اسے ایک لات دے ماری- جانتے ہوئے میں میں نے اس کے کندھے پر ٹھوکر ماری تھی لیکن اوکئی اپنے دایں گال کو پکڑ، منڈی گاڑکر رونے لگی- روتے روتے اسنے کہا- "آج تک میرے ماں باپ نے بھی میرے چہرے پر لات نہیں ماری- میں ہمیشہ اسے یادرکھونگی!" ، سسکی والی اسکی آواز شکایتوں سے بھری پڑی تھی- ظاہر ہے میں چڑ گیا- جیسے کی اس کے مقدّر میں ہی تھا، میں نے اس کو بہت ستایا- یہاں تک کے اب بھی ،